بنک کی ملازمت کا حکم

مجیب

مولانا محمد عالمگیر چنیوٹی صاحب

دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴

مصدقہ

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم

دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴

ناشر

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴

Scanned by CamScanner

(ا

منہ

ح

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں:

(۱) کہ زید بنک میں ملازم ہے، کیا بنک کی نوکری کرنا جائز ہے یا نہیں، اور وہاں کی آمدنی زید کے لئے حلال ہے، یا کہ نہیں؟ چونکہ زید بنک میں چوکیدار ہے۔

(۲) زید عرصہ بیس سال سے بنک میں ملازم ہے، اس عرصہ میں حاصل شدہ آمدنی سے زید نے دکانیں، مکان بنائے ہیں، اور اب ان کا کرایہ بھی وصول کر رہا ہے، یہ کرایہ کی رقم زید کے لئے حلال ہے یا نہیں؟

(۳) بنک میں چپڑاسی، چوکیدار، کیشیئر، بنک منیجر کی نوکریوں میں سے کونسی نوکری کی آمدنی حلال ہے اور کس نوکری کی آمدنی حرام ہے؟ جب کہ بنک کی تنخواہیں سودی رقم سے ادا کی جاتی ہیں۔

لہذا قرآن وحدیث کی روشنی میں ان مسائل کی وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: شکیل احمد چھاچھی ضلع اٹک

Scanned by CamScanner

الجواب حامداً و مصلياً

(۱ تا ۳) بنک کی ایسی ملازمت جس کا تعلق براہ راست سودی معاملات سے ہے، جیسے منیجر اور کیشئر وغیرہ کی ملازمت، ایسی ملازمت بالکل حرام اور ناجائز ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

"لعن رسول الله ﷺ آكل الربوا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال: هم سواء"

"رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، سود دینے والے اور سودی تحریر یا حساب لکھنے والے اور سودی شہادت دینے والوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا کہ وہ سب لوگ (گناہ میں) برابر ہیں۔"

اور ایسی ملازمت سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی حرام ہے، لیکن بنک کی وہ ملازمت جس کا تعلق براہ راست سودی معاملات سے نہیں، نہ اس کا تعلق سود کے لکھنے سے ہے، نہ سود پر گواہ بننے سے، اور نہ سودی معاملات میں کسی قسم کی شرکت ہوتی ہے، جیسے چوکیدار کی ملازمت، ایسی ملازمت اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی کے متعلق علماء کرام کی آراء مختلف ہیں، ایک رائے یہ ہے کہ بنک کی ایسی ملازمت جس کا سودی معاملات سے کسی قسم کا تعلق نہیں، یہ بھی جائز نہیں، کیونکہ ایسے ملازمین کا اگرچہ سودی معاملات میں کوئی عمل دخل نہیں لیکن انہیں جو تنخواہ دی جاتی ہے وہ ان رقوم کے مجموعہ سے دی جاتی ہے جو بنک میں موجود ہوتی ہیں، اور اس میں سود بھی شامل

Scanned by CamScanner

ہوتا ہے، اس لئے ایسی ملازمت بھی جائز نہیں، جب کہ دوسری رائے یہ ہے کہ بنک کی صرف ایسی ملازمت جس کا سودی معاملات سے کسی قسم کا تعلق نہیں، یہ جائز ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان ملازمین کو جو تنخواہ دی جاتی ہے وہ اگر چہ ان رقوم کے مجموعہ سے دی جاتی ہے؛ جو بنک میں موجود ہوتی ہیں، لیکن بنک میں موجود رقوم ساری کی ساری سودی نہیں ہوتیں، بلکہ اس میں کئی قسم کی رقمیں مخلوط ہوتی ہیں، بنک میں موجود وہ رقوم بھی ہوتی ہیں جو لوگوں نے اپنے کھاتوں میں جمع کروائی ہوئی ہیں، یعنی بنک نے وہ قرض کے طور پر لی ہوئی ہیں، اور وہ رقوم بھی ہوتی ہیں، جو بنک مالکان کا اصل سرمایہ ہیں، اور وہ رقوم بھی ہوتی ہیں، جو بطور سود کے حاصل کی گئی ہیں، لیکن بنک میں جمع شدہ ان مخلوط رقوم میں اکثر پہلی دو قسم کی ہوتی ہیں، اور آخری قسم کی رقم ان کی بہ نسبت کم ہوتی ہے اس لئے بنک میں موجود رقوم میں اکثر رقوم حلال ہوتی ہیں، لھذا اگر اس مجموعی مخلوط رقم سے ایسے ملازم کو تنخواہ دی جاتی ہے جس کا سودی معاملات سے کسی قسم کا تعلق نہیں تو اس کے لئے ملازمت اور اس سے حاصل ہونے والی تنخواہ حرم اور ناجائز نہیں البتہ بہتر یہی ہے کہ بنک کی ایسی ملازمت بھی اختیار نہ کی جائے، لہذا صورت مسئولہ میں زید کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ کسی دوسرے حلال ذریعہ معاش کو تلاش کرنے کے بعد بنک کی اس ملازمت کو ترک کردے، لیکن بعض علماء کرام کی رائے کے مطابق چونکہ بنک کی چوکیداری کی ملازمت اختیار کرنے کی گنجائش ہے، اس لئے اس ملازمت سے حاصل ہونے والی آمدنی ناجائز اور حرام نہیں، اس لئے

Scanned by CamScanner

اب تک زید نے اس آمدنی سے جو مکان اور دوکانیں بنائی ہیں، ان کا کرایہ بھی اس کے لئے حرام نہیں۔ فقط

واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

محمد عالمگیر چنیوٹی غفرلہ

دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴

۱۹/۲/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح

محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ

۱۹/۲/۱۴۱۷ھ

مفتی

دار الافتاء

فتوی نمبر ۱۰۵/۸۵

الجواب صحیح

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۱۹/۲/۱۴۱۷ھ

مفتی

الجواب صحیح

محمود اشرف غفر اللہ لہ

۱۹/۲/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الرؤف سکھروی

دار الافتاء - دار العلوم کراچی ۱۴

۱۹/۲/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح

محمد عبد المنان عفی عنہ

دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴

۱۹/۲/۱۴۱۷ھ

Scanned by CamScanner